جناب الحاج سراج الاسلام سراج صاحب
پرنسپل پبلک سکول، اکوڑہ خٹک

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، علم الاعداد کی روشنی میں

سالہا باید کہ تا یک مردِ حق پیدا شود
بایزیدؒ اندر خُراساں یا اُویسؒ اندر قرن

جناب سراج الاسلام صاحب سراجؔ، اکوڑہ خٹک کے قدیم طرز کے بزرگ، استاذ، معروف سکالر، شاعر اور کئی ایک رسائل کے مصنف اور مترجم ہیں، پشتو ادب میں ان کی قلمی کاوشیں مسلم ہیں موصوف کا پشتو ترجمہ دیوان غالب دیکھ لیا جائے تو پڑھنے والے کو یقین کرنا پڑتا ہے کہ مرزا غالب نے شاعری پشتو میں کی ہے۔ موتمر المصنفین کی مطبوعہ کتاب "امام اعظم ابوحنیفہ کے حیرت انگیز واقعات" اور "دفاع امام ابوحنیفہ" (مصنفہ، مولانا عبدالقیوم حقانی) کا پشتو ترجمہ بھی جناب سراج صاحب ہی کی تراوش قلم کا نتیجہ ہے ترجمہ دیکھ کر یہ اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ مصنف نے اردو میں کتاب لکھی ہے، علم الاعداد موصوف کی ذوقی چیز ہے شرعی نقطہ نظر سے اسے بھی سنین وفات و پیدائش کی تخریجات کے درجے میں رکھا جائے تو اس میں کوئی قباحت باقی نہیں رہتی، فنی اور ذوقی اعتبار سے یہ بھی تکوینیات کے توافق کا ایک نیک فال قرار دیا جاسکتا ہے اس اعتبار سے بھی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کو مرکزیت، موافقت اور جامعیت و سبقت اللہ نے عطا فرمائی تھی وہ بھی نمایاں اور ممتاز ہے، جناب سراج الاسلام سراج صاحب علم الاعداد کی روشنی میں اپنی تاریخی کاوشیں نذر قارئین کر رہے ہیں۔

اکوڑہ خٹک

دریائے کابل کے کنارے اور بین الاقوامی شاہراہ پر واقع سطح سمندر سے تقریباً ۲۹۶ میٹر بلند اس قصبے کو علمی، ادبی تاریخی، سیاسی، تجارتی اور ثقافتی لحاظ سے ملک بھر میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ ۱۵۸۳ء کے لگ بھگ خٹک قبیلے کے ایک سردار ملک اکوڑ نے اس بستی کی بنیاد رکھی۔ یہ قصبہ مختلف ادوار میں باہمی آویزشوں، سیاسی کشمکشوں، طوفانوں، سیلابی اور وبائی بیماریوں کی زد میں آنے کے باوجود دستبرد زمانہ سے محفوظ رہا اور وقت کے ساتھ ساتھ ارتقائی منازل طے کرتا گیا۔ تا آنکہ حال ہی میں تقریباً ۱۱ ہزار نفوس پر مشتمل اس قصبہ کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دیا گیا ہے۔ اسے بڑے بڑے علماء، ادباء، شعراء، صوفیاء، شہداء، رؤسا، اہلِ فن اور اہلِ کمال کے مولد و منشا کا فخر حاصل رہا ہے۔ دورِ حاضر میں اِس کی شہرت کو چار چاند لگنے کا سبب یہاں کی عظیم اسلامی درسگاہ "دارالعلوم حقانیہ" کا قیام ہے جو اس سرزمین کے مایہ ناز فرزند مردِ حق حضرت مولانا عبدالحق صاحب مرحوم کی مساعی جمیلہ سے قیام پاکستان کے ساتھ ہی عمل میں آیا ہے۔

عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے
کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو

سازِ چمن طرازیٔ داماں کیے ہوئے
پھر بھر رہا ہوں خامۂ مژگاں بخونِ دل

آج ہم ایک نئے زاویے سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی ذات والا صفات کی حیات پر روشنی ڈالتے ہیں جسے علم الاعداد کہا جاتا ہے۔

اعداد کی اہمیت

علم الاعداد کے تمام ماہرین (فنی اور اپنے ذوقی نقطہ نظر سے) اس بات پر متفق ہیں کہ اعداد بھی حیران کن خصوصیات رکھتے ہیں اور حروف کی طرح اعداد بھی انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ بعض کا تو یہ خیال ہے کہ ذی حیات اجسام کے علاوہ جامد اجسام پر بھی اعداد کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اعداد کی منفی قوت کے شدید اثرات کے تحت انسان عمر بھر سرگرداں و پریشان رہتا ہے اور ان کی مثبت قوت سے بڑے بڑے کارنامے انجام دینے لگتا ہے یہی وجہ ہے کہ بچوں کے نام رکھتے وقت اچھا نام منتخب کرنا اسلام میں ضروری سمجھا گیا ہے۔

شخصیت کا عدد

اعداد اصل میں ۱ سے ۹ تک ہیں۔ ان کے علاوہ جتنے بھی اعداد ہیں وہ مرکبات کے زمرے میں آتے ہیں۔ شخصیت کا عدد یا شخصیت کا نمبر حروفِ ابجد اور ان کی قیمتوں کی مدد سے معلوم کیا جاتا ہے جیسا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی قیمت حروفِ ابجد کے ذریعے ۸۶، تسلیم کی گئی ہے۔

جدول نمبر ۱ حروف ابجد مع قیمت

ا ۱	ب ۲	ج ۳	د ۴	ه ۵	و ۶	ز ۷
ح ۸	ط ۹	ی ۱۰	ک ۲۰	ل ۳۰	م ۴۰	ن ۵۰
س ۶۰	ع ۷۰	ف ۸۰	ص ۹۰	ق ۱۰۰	ر ۲۰۰	ش ۳۰۰
ت ۴۰۰	ث ۵۰۰	خ ۶۰۰	ذ ۷۰۰	ض ۸۰۰	ظ ۹۰۰	غ ۱۰۰۰

اب جدول نمبر ۱ کی مدد سے ہمیں حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی شخصیت کا عدد معلوم کرنا ہے جس نے مہد سے لحد تک آپ کو متاثر رکھا۔ اور بعد میں آپ کے ہم آہنگ عدد کا ذکر کریں گے جو شخصیت کے عدد کا بہترین اور مفید دوست سمجھا جاتا ہے۔

ع ب د ا ل ح ق

۷۰ + ۲ + ۴ + ۱ + ۳۰ + ۸ + ۱۰۰ = ۲۱۵

۵ + ۱ + ۲ = [۸]

معلوم ہوا کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی شخصیت نمبر آٹھ [۸] ہے۔

عدد ۸ کی خصوصیات | محمد سعد قریشی اپنی کتاب علم الاعداد (NUMEROLOGY) میں عدد [۸] کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" خیالات گہرے، اور شخصیت زبردست، حیرت انگیز اور معرکۃ الآراء کام کرے ــــ قابو نہ رہے تو تخریب کاری سے تباہی پھیلائیں۔ قابو پالیں تو طبع خاموش، نرم اور سنجیدہ ہو، انتہائی عروج یا بے پناہ عزت نصیب ہو، ہر چیز میں اصلاح پسندی، مذہب کی دلدادگی، مشہور فاتحین کا شخصی نمبر [۸] رہا ہے۔"

ماہرین فن نے اعداد اور حروف کو عناصر اربعہ کے لحاظ سے چار چار درجوں میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ ان کی مدد سے کسی فرد کا مزاج معلوم کیا جا سکے مندرجہ ذیل دیئے گئے جدولوں کی مدد سے ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ حضرت مولانا عبدالحق کس مزاج اور کس طبیعت کے انسان تھے۔

جدول نمبر ۲ حروف کی تقسیم بلحاظ عناصر اربعہ

آتشی حروف	[ا]	ه	ط	م	ف	ش	ذ
بادی حروف	[ب]	و	ی	ن	ص	ت	ض
آبی حروف	ج	ز	ک	س	[ق]	ث	ظ
خاکی حروف	[د]	[ح]	[ل]	[ع]	ر	خ	غ

جدول نمبر ۳ اعداد کی تقسیم بلحاظ عناصر اربعہ

آتشی اعداد	۱	۵	۹
بادی اعداد	۲	۶	
آبی اعداد	۳	۷	
خاکی اعداد	۴	[۸]	

جدول ۱ سے بخوبی یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ نام کے چار حروف خاکی ایک آبی ایک بادی اور ایک آتشی صفات کے حامل ہیں۔ گویا مزاج کے لحاظ سے آپؒ انتہائی خاکسار، منکسر المزاج اور متواضع واقع ہوئے ہیں اور آپ کی یہ صفت دوسری تمام صفات پر غالب نظر آ رہی ہے۔ ویسے نام کا پہلا حرف ہی مزاج شناسی کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے۔

جدول نمبر ۲ عدد [۸] جو آپ کی شخصیت نمبر ہے خاکی درجہ میں نمایاں ہے۔ یہ حسنِ اتفاق ہے کہ نام کے پہلے حرف اور شخصیت کے نمبر میں مزاج کے لحاظ سے یگانگت اور مماثلت پائی جاتی ہے اور دونوں باتیں اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ مولانا صاحب مرحوم کی طبیعت میں انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور تکبر، فخر و غرور اور انانیت ان میں نام کو نہ تھی۔

"صحبتے با اہل حق" کے فاضل مصنف حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی رقمطراز ہیں۔ "بڑوں بڑوں کو دیکھا کہ حضرت کے اخلاق میں تواضع اور خورد نوازی کو دیکھ دیکھ کر ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتے تھے۔ حضرتؒ خود کو بے تکلفی سے لَيْسَ بِشَيْءٍ کہہ دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تواضع اور بے نفسی کے کس مقام پر پہنچایا ہے"۔

الغرض حضرتؒ کی انکساری ہر کہ و مہ پر عیاں ہے اور عیاں راچہ بیان۔

علم الاعداد کے ایک ماہر کا قول ہے کہ ایک شخص کے کئی کئی نام ہوتے ہیں یعنی اصلی نام کچھ اور ہوتا ہے مگر پیار سے گھریلو نام کچھ اور ہوتا ہے تو جتنے نام زیادہ ہوں گے، اتنے ہی زیادہ مسائل سے انسان کو واسطہ پڑے گا، بچپن میں بچہ پر نام کے اعداد کا اثر شروع ہو جاتا ہے لیکن کم کم، کیونکہ اس وقت والدین کے اعداد پوری قوت سے بچہ پر اثر انداز ہوتے ہیں جوں جوں بچہ بڑھتا جاتا ہے اپنے عدد کے اثرات بتدریج اس پر نمایاں ہوتے جاتے ہیں۔

جہاں تک حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ناموں کا تعلق ہے تو بچپن سے بڑھاپے تک یہی ایک نام رہا ہے اس لیے مندرجہ بالا قول کی رو سے آپ کو زیادہ مسائل سے دوچار نہیں ہونا پڑا۔ یہی شخصیت کے عدد کے اثرات کی بات تو اس کا ذکر اس وقت سے شروع کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے جس وقت آپ نے تحصیل علم کے لیے ہند کا سفر اختیار کیا تھا۔ چنانچہ مستند حوالہ کے مطابق آپ نے ۱۹۱۲ء میں "دارالعلوم دیوبند" میں داخلہ لیا۔ فارغ التحصیل ہونے پر ۱۹۳۴ء میں گاؤں تشریف لے آئے اور اپنی آبائی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ساتھ ہی ساتھ رفاہی اور معاشرہ کے اصلاحی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا۔ مقامی بچوں کے لیے کرایہ کے مکان "مدرسہ تعلیم القرآن" کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ جسے آج دارالعلوم حقانیہ کی گود میں عظیم الشان دو منزلہ عمارت میسر ہے اور ہائی سکول کا درجہ رکھتا ہے جس میں ۱۲ اساتذہ کی نگرانی میں ڈیڑھ ہزار بچے زیر تعلیم ہیں۔ (۱۹۳۶ء میں راقم کو بھی مدرسہ تعلیم القرآن میں چند ماہ پڑھانے کا شرف حاصل ہوا ہے)۔

آیئے فی الحال دیکھتے ہیں کہ حضرت کی شخصیت نمبر نے کہاں تک آپ کا ساتھ دیا ہے۔ "ہم آہنگ نمبر" کیا ہوتا ہے؟ آپؒ کے ہم آہنگ نمبر نے آپؒ کی شخصیت نمبر کے ساتھ مل کر آپ کو کن کن کامیابیوں سے ہمکنار کر دیا اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

شخصیت نمبر اور مختلف امور کے اعداد میں مماثلت ملاحظہ ہو۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ	۱۹۳۴ء میں فراغت	مدرسہ تعلیم القرآن کا قیام
د ــــ ۴	۱۹۳۴ء *	م = ۴۰
ا ــــ ۱	۴ + ۳ + ۹ + ۱	د = ۴
ر ــــ ۲۰۰	= ۱۷	ر = ۲۰۰
ا ــــ ۱	= ۷ + ۱	س = ۶۰
ل ــــ ۳۰	۸	ہ = ۵
ع ــــ ۷۰		ت = ۴۰۰
ل ــــ ۳۰		ع = ۷۰
و ــــ ۶		ل = ۳۰
م ــــ ۴۰		ی = ۱۰

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ

د	۴
ی	۱۰
و	۶
ب	۲
ن	۵۰
د	۴
میزان	۴۵۸

۸ + ۵ + ۴ = ۱۷

۷ + ۱ = [۸]

۱۹۳۴ء میں فراغت

۱۹۳۴

۴ + ۳ + ۹ + ۱

= ۱۷ = ۷ + ۱

= [۸]

مدرسہ تعلیم القرآن کا قیام

م	۴۰
ا	۱
ل	۳۰
ق	۱۰۰
ر	۲۰۰
ا	۱
ن	۵۰
میزان	۱۲۴۱

= ۱ + ۴ + ۲ + ۱ = [۸]

لفظ "محمود" کا اثر آپ کو شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ اس حوالے سے آپ کو "محمود" کے لفظ سے بڑا پیار تھا اور اسی مناسبت سے آپ نے اپنے ایک صاحبزادے کا نام "محمود الحق" رکھا تھا۔ لیکن پیار سے اسے "محمود" ہی پکارتے۔ "محمود" کے شخصی نمبر [۸] کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ایک بار دارالعلوم دیوبند کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا عجیب اتفاق ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا پہلا استاد بھی محمود تھا اور پہلا شاگرد بھی محمود۔

دارالعلوم حقانیہ کا قیام تقسیم ہند کے بعد مجبوراً آپ کو دیوبند سے آنا پڑا۔ آپ کے ہمراہ صوبہ سرحد، افغانستان، ریاست ہائے سوات دیر، چترال اور ملحقہ قبائلی علاقہ جات سے تعلق رکھنے والے طلباء بھی واپس آگئے۔ طلباء کے اصرار اور احباب کی رائے سے آپ نے اپنی آبائی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ دارالعلوم دیوبند کا متبادل پاکستان میں کوئی باقاعدہ مدرسہ یا دارالعلوم نہ تھا۔ دارالعلوم دیوبند کے ایک کامیاب مدرس کی حیثیت سے آپ کی شناخت ہو چکی تھی۔ چنانچہ دور دراز کے طلباء نے بھی تحصیل علم کے لیے اکوڑہ خٹک کا رخ کیا، بقول شاعر ؎

شمع چہ بلیگی پتنگان ورتہ رازی   باغ دے د سرو گلو بلبلان ورتہ رازی

طلباء کی تعداد میں روز بروز کے اضافہ سے مسائل بڑھتے گئے، تدریس کے علاوہ طلباء کے قیام و طعام کا مسئلہ بھی کچھ کم اہم نہ تھا، چنانچہ آپ نے اپنے دوست احباب جن کا ذکر آئندہ صفحات میں آرہا ہے سے مشورہ کیا۔ اس اہم دینی فریضہ سے منظم اور باضابطہ طور پر عہدہ برآ ہونے کے لیے اجتماعی طور پر کوششیں شروع کی گئیں اور بالآخر ایک باقاعدہ ادارے کا قیام ممکن ہوا جسے دارالعلوم حقانیہ کا نام دیا گیا اور کم عرصہ میں اس نے پاکستان بلکہ جنوب مغربی ایشیاء میں وہی حیثیت حاصل کر لی جو ایشیاء بھر میں دارالعلوم دیوبند کو حاصل رہی۔

تحریک مجاہدین کے بانی حضرت سید احمد شہید بریلویؒ سکھوں کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے ہوتے ۱۸۲۶ء میں اپنے لشکر کے ساتھ اکوڑہ خٹک پہنچے تو فرمایا کہ "مجھے اس مٹی سے علم کی خوشبو آرہی ہے" الحمد للہ کہ اس صاحب کشف و کرامات کے خواب کی تعبیر آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

یاد رہے کہ اکوڑہ خٹک میں مجاہدین کا مقابلہ ۱۸۲۶ء میں بدھ سنگھ سے ہوا تھا جس میں سکھوں کو شکست ہوئی تھی، اب دیکھتے ہیں کہ ۱۸۲۶ء، سید احمد بریلوی، دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں علم الاعداد کی رو سے کیا مناسبت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔

گذشتہ صفحات میں دارالعلوم دیوبند کا شخصی نمبر [۸] متعین کیا گیا ہے۔

(i) ۱۸۲۶ء = ۶ + ۲ + ۸ + ۱ = ۱۷

[۸] = ۷ + ۱

(ii) احمد = ۱ + ۸ + ۴۰ + ۴ = ۵۳ = ۵ + ۳ = [۸]

(iii) دارالعلوم دیوبند = ۴۵۸ = ۸ + ۵ + ۴ = ۱۷

[۸] = ۷ + ۱

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۳۸۲ ۱۶۴ ۱۲۵۲

۳۸۲ + ۱۶۴ + ۱۲۵۲ = ۱۸۰۸

= ۸ + صفر + ۸ + ۱ = ۱۷

۷ + ۱ = ۸

یوں نظر آتا ہے کہ جیسا ماہ و سال دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، عبدالحق، احمد اور محمود سب ایک ہی رشتہ میں بندھے ہوئے ہیں۔

حج بیت اللہ

حضرت مولانا عبدالحق صاحب، فاضل دارالعلوم دیوبند، مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۱۹۵۲ء میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

۱۹۵۲ = ۲ + ۵ + ۹ + ۱ = ۱۷

۷ + ۱ = ۸

۱۹۷۰ء میں پہلی بار خارزار سیاست میں قدم رکھنے پر مجبور ہوئے اور پاکستان کی قومی اسمبلی کے انتخابات میں بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی اور مسلسل تین بار یہ مقابلہ جیتتے رہے لیکن ہر بار پہلے سے زیادہ عاجزی اور انکساری کا اظہار فرماتے اور فرماتے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

۱۹۷۰ء = ۰ + ۷ + ۹ + ۱ = ۱۷

۷ + ۱ = ۸

آپ کی سرخ رنگ کی جیپ ماڈل ۱۹۶۲ء موٹر کار جو اب بھی اکوڑہ پبلک سکول اکوڑہ خٹک کی عمارت میں ناکارہ حالت میں موجود ہے کا پلیٹ نمبر ۳۲۳ تھا۔ جس میں آپ کے ۷۰ء کے الیکشن کی مہم سر ہوئی۔ جو آپ کی شخصیت نمبر سے موافقت رکھتا ہے۔

۱۹۵۲ء، ۱۹۶۱ء، ۱۹۷۰ء، اور ۱۹۷۹ء دارالعلوم حقانیہ کے لیے اہمیت کے سال تھے۔ جن کا مفرد عدد ۸ بنتا ہے۔ (وقت کی کمی کی وجہ سے تفصیل کی گنجائش نہیں)۔ حضرت مولانا صاحب کے مکان کا فون نمبر ۳۴۱ تھا جس کا مجموعہ ۱ + ۴ + ۳ = ۸ بنتا ہے۔

فروری ۱۹۸۳ء میں جامعہ ازہر (مصر) کے وائس چانسلر شیخ محمد طیب صاحب اکوڑہ خٹک تشریف لاتے اور دارالعلوم حقانیہ کا معائنہ کیا اور اس کی تعلیمی اور انتظامی امور سے اتنے متاثر ہوئے کہ دارالعلوم حقانیہ کو جامعۃ الازھر القدیم کے نام سے موسوم کیا جو دنیائے اسلام میں سب سے قدیم اور عظیم دینی یونیورسٹی ہے۔

جامعۃ الازھر القدیم کے اعداد ملاحظہ ہوں۔

جامعہ	=	۱۱۹
الازھر	=	۲۴۴
القدیم	=	۱۸۵
میزان		۵۴۸

۸ + ۴ + ۵ = ۱۷

= ۸

گویا دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، دارالعلوم دیوبند اور جامعہ ازھر مصر ایک ہی شاخ کے پھل ہیں۔

وصال

عمر کے آخری سالوں میں اکثر اوقات بیمار رہے شوگر کے عارضے کی وجہ سے بینائی اور توانائی میں کمی آتی رہی۔ سفر آخرت کیلئے بہانے بنتے گئے اور آخر کار ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز بدھ جان جان آفرین کے سپرد کر دی اور دوسرے روز ۸ ستمبر ۱۹۸۸ء کو نماز جنازہ پڑھی گئی اور لاکھوں معتقدین نے اشکبار آنکھوں کے ساتھ رخصت کر دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

سن وصال ۔ ۸ ستمبر ۱۹۸۸ء۔

۹ + ۸ + ۹ +

= ۲۶

[۸]

عدد ۸ کے ہم آہنگ عدد ۲ کے کرشمے

جن لوگوں کو حضرتؒ سے قریب کا تعلق رہا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ آپؒ نے کبھی بھی دوستوں سے مشورہ کئے بغیر کوئی کام نہیں کیا تھا، کبھی حاکمانہ انداز اختیار نہیں کیا تھا۔ سوائے درس و تدریس کے کسی کام کو اکیلے اپنے سر نہیں لیا۔ دار العلوم کی تعمیری اور تنظیمی امور کو موزوں ترین اہل کار کے سپرد کیا جاتا تمام کارپردازان خود کار مشین کی طرح اپنے اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔

قیام پاکستان کے وقت جب مولانا صاحب اپنے گاؤں تشریف لاتے تو آپ کا یہ معمول بن گیا تھا کہ نماز مغرب کے بعد اپنے چند مخلص ترین مصاحبین کے ساتھ اپنی آبائی مسجد میں ایک مخصوص مقام پر دیر تک مصروف گفتگو رہتے، شام کا کھانا سب اپنے اپنے گھر سے منگوا کر اکٹھا تناول فرماتے، قومی اور ملکی مسائل خصوصًا اپنے علاقہ کے تعمیری اور فلاحی امور پر تبادلہ خیال کرتے۔ حضرتؒ جہاں جاتے یہ مصاحبین ساتھ ہوتے۔ ایسے میں مجھے اُردو کا وہ شعر بار بار ذہن میں آتا ؎

وہ ساتھ رکھتے ہیں ہر وقت مجمع عشاق   صحابہ ساتھ لئے جس طرح رسول چلے

ان مخلص ترین مصاحبین کی خدمات ناقابل فراموش ہیں جنہوں نے حضرت مولانا صاحب کی سرپرستی میں معاشرے کی اصلاح اور فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ مدرسہ تعلیم القرآن اور دار العلوم حقانیہ کے قیام و استحکام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا، انہوں نے اپنی زندگی اس عظیم مقصد کے لیے وقف کی تھی۔ ان کی باہمی یگانگت نے انہیں "پنجتن" کے نام سے شہرت دی۔ حضرت مولانا صاحب کو ان کی رفاقت بڑا کام دے گئی۔ ان کی باہمی مثالی رفاقت کی بدولت اکوڑہ خٹک علم و دین کا گہوارہ بن گیا اور اسلامی دنیا میں دار العلوم حقانیہ دیوبند ثانی کے نام سے یاد ہونے لگا۔ "پنجتن" حضرات کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں۔

(۱) حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم (۲) حاجی سید نور بادشاہ صاحب مرحوم (۳) حاجی غلام محمد صاحب مرحوم (۴) حاجی کرم الہی صاحب مرحوم (۵) حاجی رحمان الدین صاحب مرحوم۔

حضرت مولانا صاحب کے ساتھ ان حضرات کی رفاقت کا مختصر سا جائزہ علم الاعداد کی روشنی میں پیش خدمت ہے۔

فن علم الاعداد میں شخصیت کے عدد کو جتنی اہمیت حاصل ہے اتنی ہی ہم آہنگ عدد کو بھی حاصل ہے ہم آہنگ عدد ہی شخصیت کے عدد کو قوت بخش بناتی ہے۔ ہم آہنگ عدد کیا ہوتا ہے اور شخصیت کے عدد سے مل کر کیا کچھ دکھاتا ہے اس کا مختصر سا ذکر ضروری ہے۔

جدول نمبر ۴ ہم آہنگ عدد

شخصیت کا عدد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
ہم آہنگ عدد	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱

ہر شخصیت کے عدد کے نیچے اس کا ہم آہنگ نمبر لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ جدول کے مطابق عدد [۸] کا ہم آہنگ عدد [۲] ہے۔ گویا ۸ اور ۲ آپس میں گہرے دوست ہیں اور ان کی باہمی یگانگت ایک دوسرے کے لیے انتہائی نفع بخش ثابت ہوتی ہے۔

	محمد یوسف	غلام محمد	نور بادشاہ	کرم الہی	رحمان الدین
نام کے اعداد بحساب حروف ابجد	۲۳۹	۱۱۶۳	۵۶۹	۳۰۰۷	۳۹۴
	۹ + ۳ + ۲ = ۱۴	۳ + ۶ + ۱ + ۱ = ۱۱	۹ + ۶ + ۵ = ۲۰	۷ + ۰ + ۰ + ۳ = ۳۷	۴ + ۹ + ۳ = ۱۶
	۴ + ۱	۱ + ۱	۰ + ۲	۷ + ۳ = ۱۰	۶ + ۱
شخصیت کا نمبر	[۵]	[۲]	[۲]	[۱]	[۷]

پانچوں اراکین حضرات کے شخصی نمبر فرداً فرداً حضرت مولانا صاحب کی شخصیت نمبر سے بالکل مختلف ہیں۔ ان میں سے صرف دو حضرات غلام محمد صاحب اور نور بادشاہ صاحب ایسے ہیں جو عدد ۸ کے ہم آہنگ اور گہری دوستی کی نشاندہی کرنے والے عدد [۲] سے تعلق

رکھتے ہیں، چنانچہ بعد از وصال ہر دو حضرات کو ان کی اپنی اپنی وصیت کے مطابق حضرت صاحب کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔ اور حضرت مولانا صاحب کے پہلو میں ابدی استراحت فرما رہے ہیں۔ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق　　ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

آئیے دیکھیں کہ ان پانچ مخلص مصاحبین کی شخصیت نمبرات مختلف ہونے کے باوجود حضرت صاحب کے لیے کیسے مفید ثابت ہوں گے چونکہ پانچوں حضرات کی باہمی محبت اتنی بڑھ گئی کہ یکجان نظر آنے لگے۔ متحد و متفق ہو کر ان کی قوت کام کر گئی تفصیلی ملاحظہ ہو۔

محمد یوسف صاحب	۲۳۹
غلام محمد صاحب	۱۱۶۳
نور بادشاہ صاحب	۵۶۹
کرم الٰہی صاحب	۳۰۰۷
رحمان الدین صاحب	۳۹۴
میزان =	۲۶۷۲

۱۷ = ۲ + ۶ + ۷ + ۲ = ۲۶۷۲

[۸] = ۱ + ۷

حضرت شیخ الحدیثؒ کے دورِ اول اور دورِ آخر کی دو شخصیات کا ذکر

جیسا کہ قارئین کو معلوم ہوا کہ حضرۃ شیخ الحدیث کا شخصیت نمبر یعنی عدد [۸] ان کی زندگی کو متاثر کرتا رہا لیکن ساتھ ہی ان کا ہم آہنگ نمبر یعنی [۲] بھی برابر دوستی کا حق ادا کرتا رہا۔ ایسی شخصیات کی تعداد تو کچھ کم نہیں لیکن یہاں مختصراً ایک دو ایسی شخصیات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے حضرت شیخ الحدیث کے حقِ رفاقت کو دوام بخشا۔ ایک شخصیت کا تعلق حضرۃ کے دورِ اولین سے ہے جبکہ دوسری شخصیت کا تعلق حضرت کے آخری دور سے ہے۔ ان میں سے ایک جناب بابو غلام حسین صاحب مرحوم ہیں جو ۱۹۴۲ء میں اکوڑہ خٹک کے پوسٹ آفس میں پوسٹ ماسٹر کے عہدہ پر فائز تھے۔ صوبہ پنجاب سے تعلق رکھتے تھے۔ بیڈمنٹن اور والی بال کے بہترین کھلاڑی ہونے کے سبب نہایت چوق و چوبند تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور نہایت وضع دار شخصیت کے مالک تھے، مسجد میں آتے جاتے حضرت شیخ الحدیثؒ کی صحبت میں بیٹھتے رفتہ رفتہ ان کی صحبت سے بابو صاحب ایسے متاثر ہوتے کہ فارغ وقت ان کی خدمت میں گزارتے۔ ان کے مرید خاص بلکہ عاشق صادق بن گئے۔ مدرسہ تعلیم القرآن کے بچوں اور مسجد میں مقیم طلباتے دین کی دل وجان سے خدمت کرتے تھے۔ جو کچھ کماتے طلباء کی نذر کرتے۔ حضرت صاحبؒ بھی ان کی بڑی قدر کرتے تھوڑے عرصہ بعد اچانک انتقال کر گئے۔ اہالیان اکوڑہ خصوصاً حضرت شیخ الحدیث اور ان کے لواحقین اور مصاحبین اور طلباتے دین متین کے لیے یہ بہت بڑا صدمہ تھا۔ یہ عاشق صادق وصیت کر گئے تھے کہ اسے اکوڑہ خٹک ہی میں سپرد خاک کیا جائے، بے بسی اور بے کسی کی ایسی حالت میں دنیا سے سدھارے کہ گھر میں صرف خدا اور رسول کا نام چھوڑ گئے تھے اس وقت مجھے یہ شعر بے اختیار یاد آ رہا ہے کہ ؎

مارا دیارِ غیر میں مجھ کو وطن سے دور　　رکھ لی خدا نے آج میری بے کسی کی شرم

حضرت مولانا صاحبؒ زندگی بھر ان کی بے لوث خدمات اور احسانات کا ذکر فرماتے رہے جناب غلام حسین کے نام کے اعداد۔

غ	۱۰۰۰
ل	۳۰
ا	۱
م	۴۰
ح	۸
س	۶۰
ی	۱۰
ن	۵۰
میزان۔	۱۱۹۹

۲۰ = ۱ + ۱ + ۹ + ۹

[۲] =

عدد ۲ اور ۸ کی باہمی رفاقت اور باہمی یگانگت ایک دوسرے کے لیے نہایت کارآمد رہی ۔

ایک دوسری قابل ذکر شخصیت جو ہم آہنگ عدد نمبر۲ کی حامل ہے وہ محترم جناب مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب ہیں۔ جنہوں نے حضرۃ شیخ الحدیث کی زندگی کے آخری سالوں میں اور اس کے بعد ان کی تعلیمات اور افادات کو قلمبند کرنے اور ان کی تعلیمات کو عام کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ آپ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل اور حضرت شیخ الحدیث کے شاگرد رشید ہیں ۔

دارالعلوم کی عظیم الشان جامع مسجد میں جمعہ کی خطابت بھی ان کی ذمہ داریوں میں شامل ہے ۔ موتمر المصنفین اکوڑہ کے روح رواں ہیں ۔ پچیس سے زیادہ بلند پایہ علمی کتابوں کے مصنف ہیں ۔ تحریر و تقریر ہر دو میں ماشاء اللہ طاق ہیں ۔ مزید براں ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک کے ایڈیٹر ہیں ۔ دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا مرحوم سے آپ کو کتنی محبت ہے یہ معلوم کرنے کے لیے آپ کی مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیجئے ۔

(۱) حقائق السنن (۲) صحبتے با اہل حق (۳) ساعتے با اولیاء (۴) ماہنامہ الحق کا خصوصی نمبر (۵) شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ (تذکرہ و سوانح اور سیرت و افکار) ۔

محترم مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کا شخصیت عدد [۲] ہے جو عدد [۸] کا ہم آہنگ اور رفیق خاص ہے دونوں ایک دوسرے کے تاثرات کو آب و تاب بخش رہے ہیں ۔

ع ب د ا ل ق ی و م

۷۰ + ۲ + ۴ + ۱ + ۳۰ + ۱۰۰ + ۱ + ۶ + ۴۰ = ۲۶۳

۲ + ۶ + ۳ = ۱۱

۱ + ۱ = [۲]

سب سے زیادہ حیران کن

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے ماہنامہ " الحق " کا اجراء ۱۳۸۵ھ میں ہوا تو شروع میں اس کی کتابت کے فرائض صفِ اول کے ایک خوشنویس جناب اصغر حسن صاحب حافظ آبادی ادا کرتے رہے ۔۔۔۔ اصغر حسن صاحب مشہور خطاط عبدالمجید پروین رقم کے عزیزوں میں سے ہیں جو پاکستان ٹوبیکو کمپنی اکوڑہ خٹک کے مستقل ملازم ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے انتہائی عقیدت کی بناء پر کچھ وقت نکال کر " الحق " کو کافی عرصہ تک زیب و زینت بخشتے رہے ، بعد میں ملازمت کی انتہائی مجبوریوں کے سبب مستقلاً " الحق " سے وابستہ نہ رہ سکے یہ عجیب اتفاق اور سب سے زیادہ حیران کن بات ہے کہ " الحق " کا سن اجراء ۱۳۸۵ھ ہے جس کا مفرد ۵ + ۸ + ۳ + ۱ = [۸] بنتا ہے ۔ اور مولانا عبدالحق صاحب کا سال رحلت سن ہجری کے حساب سے اصغر حسن کے نام کے اعداد کے عین مطابق ہے ۔

ا ص غ ر ح س ن

۱ + ۹۰ + ۱۰۰۰ + ۲۰۰ + ۸ + ۶۰ + ۵۰ = ۱۴۰۹ھ ۔

- مختصر یہ کہ اللہ تعالٰی کے نزدیک دین اسلام ہی ہے اور وہ اس کی احیاء اور ارتقاء کے لیے اپنے بندوں سے کسی نہ کسی طریقہ سے کام لیتا رہتا ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

بقیہ صفحہ ۴۱۹ سے : ۔ ایک درویش کے درِ دولت پر

سمجھتا ہے، یہ ادارہ دارالعلوم دیوبند کا روحانی فرزند ہے جس کے اعلیٰ کردار پر دارالعلوم دیوبند کو فخر ہے ۔ ہمیں یہ جان کر اور بھی مسرت ہوتی ہے کہ اس وقت روسی سامراج کے خلاف دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء برسرِ پیکار ہیں، اور پھر دارالعلوم دیوبند کے ایام بحران اور اس کے حالات و واقعات تفصیل سے بیان فرمائے، اور فرمایا اب وہاں کی تعلیمی اور انتظامی کارکردگی پُرامن اور حسبِ معمول جاری ہے ۔

- ۱۷ اپریل ۱۹۸۴ء کو مولانا محمد اسحٰق صاحب مدنی کشمیری جو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فارغ التحصیل ہیں اور آزاد کشمیر کی اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن ہیں، اس وقت دوبئی میں سعودی عرب کی طرف سے دینی و علمی اہم خدمات انجام دے رہے ہیں، اپنے سفرِ پاکستان کے دوران دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، رات کا قیام مولانا سمیع الحق کے ہاں رہا، حضرت شیخ الحدیث ؒ سے ملاقات ہوئی اور دارالعلوم دیکھ کر بے حد خوشی کا اظہار کیا ۔

- ۱۸ اپریل ۱۹۸۴ء کو مولانا غلام مصطفٰے احسن صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی جو بحرین میں اہم دینی خدمات انجام دے رہے ہیں، دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، رات کا قیام دارالعلوم میں کیا صبح حضرت شیخ الحدیث اور مدیر الحق مولانا سمیع الحق سے ملاقات کی اور واپس تشریف لے گئے ۔